اخبار وآثار

ڈاکٹر غطریف شہباز ندوی*

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں پہلا عالمی اسلامی مفاہمتی اجلاس

مسلمانان عالم کی دھماکہ خیز صورت حال، باہمی چپقلش اور داخلی نزاعوں کے عالم میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے دنیا بھر کے مسلمانوں کے لیے مصالحت اور کلمہ کی بنیاد پر وحدت کی آواز مسلسل بلند کی جارہی ہے۔ اس مقصد سے ۳۔۴ اپریل 2017 کو یونیورسٹی کے مرکز برائے فروغ تعلیم وثقافت مسلمانان ہند کی طرف سے پہلا عالمی اسلامی مفاہمتی اجلاس ہوا۔ مذکورہ مرکز کے صدر اور برج کورس کے ڈائرکٹر پروفیسر راشد شاز، جو اِس کانفرنس کے داعی اور روح رواں تھے، نے کانفرنس کے انعقاد سے قبل اس کی غرض وغایت پر روشنی ڈالتے ہوئے اپنے ایک پریس بیان میں بتایا تھا کہ اس مفاہمتی کانفرنس کا تصور یہ ہے کہ ہندوستان ہی نہیں بلکہ جب تک دنیا بھر کے مسلمانوں کے مختلف دھڑے ایک مشترکہ جدوجہد کا ڈول نہیں ڈالتے، ہمارے لیے اقوام عالم کی قیادت کا حصول تو کجا، خود اپنی بقا و وجود کو باقی رکھنا ممکن نہ ہوگا۔

ڈاکٹر شاز نے اپنے بیان میں کہا تھا کہ ہم نے اس سے قبل بھی دو کانفرنسیں کیں جن میں متعدد ممالک سے امت مسلمہ کے متفکر اور دردمند افراد علی گڑھ پہنچے اور سب کا مشترکہ خیال تھا کہ ایک نئی صبح کا آغاز پرانی ترکیبوں سے نہیں ہوسکتا۔ ان کا احساس تھا کہ جب تک امت میں نفرت پر مبنی فتوے بازی، شرانگیز تحریروں وتقریروں پر لگام نہیں لگائی جاتی، تب تک مسلمانوں میں کسی حقیقی اتحاد کا قیام ممکن نہیں۔ ڈاکٹر شاز کا احساس تھا کہ اس پیغام کو زیادہ بڑے پیمانہ پر مسلمانوں تک پہنچانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ امت مسلمہ کے تمام فرقے اور مکاتب فکر باہمی افہام وتفہیم کے لیے مسلسل ایک دوسرے سے ملتے رہیں۔ چنانچہ ۳،۴، اپریل کو ہونے والی یہ عالمی کانفرنس اسی سلسلہ کی ایک پیش رفت تھی جس میں نہ صرف امت کے تمام گروہوں کے لیے باہمی ارتباط کا ایک موقع فراہم کیا گیا بلکہ مستقبل کے لیے بھی ایک مشترکہ لائحہ عمل کی تشکیل کی کوشش کی گئی۔

اس دوروزہ اجلاس میں جن امور پر غور کیا گیا وہ یوں ہیں:

۱۔ مسلمان، اہل کتاب اور شبہ اہل کتاب: مستقبل کا منظر نامہ

۲۔ ایک نئے علی گڑھ کی صورت گری: کیا ایک دوسری علی گڑھ تحریک برپا کرنے کا وقت آ گیا ہے؟

---

*ریسرچ ایسوسی ایٹ، مرکز برائے فروغ تعلیم وثقافت مسلمانان ہند

۳۔ دینی مدارس میں سائنسی علوم کا مستقبل: ایک نئے قرطبہ ماڈل کا احیاء

۴ ہندوستان میں مسلم پرسنل لاء: ایک نئے لائحہ عمل کی تلاش

۵۔ مفاہمتی اجلاس: اہم پالیسی اعلانات

اس کانفرنس میں ایک خاص سیشن برج کورس کے سابق فارغین اور موجودہ بیچ کے نوجوان علماء و عالمات کے لیے رکھا گیا تھا جس میں انہوں نے مذکورہ بالا چاروں عناوین اوران سے متعلقہ مختلف ذیلی مباحث پر امت مسلمہ کے مستقبل کے سلسلہ میں اپنا وژن پیش کیا۔ یاد رہے کہ برج کورس گزشتہ چار سالوں سے ملک کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے مدارس اسلامیہ کے طلبہ کو یک سالہ پروگرام کے تحت جدید علوم کی تعلیم وتربیت دیتا ہے، جس کے بعد یہ طلبہ یونیورسٹی مین اسٹریم میں جانے کے لائق ہوجاتے ہیں۔ اس نئے تعلیمی تجربہ کو ملک و بیرون ملک میں خاصا سراہا جا رہا ہے۔ اس کانفرنس کا انعقاد بھی انہیں نوجوان طلباء کے فورم ''انجمن علماء اسلام'' کے پلیٹ فارم سے کیا گیا تھا۔

اس عالمی مصالحتی کانفرنس میں ملیشیا، ترکی وجاپان کے اسکالروں کے علاوہ ہندوستان کے ممتاز علما و دانشوران، ملی رہنماؤں، سماجی کارکنان، صحافیوں اور کالم نگاروں نے شرکت کی اور دودن تک کھلے طور پر اپنے خیالات کے اظہار اور بحث ومباحثہ کے ذریعہ نہایت علمی اور خوشگوار و متحرک ماحول بنائے رکھا۔ واضح رہے کہ مذکورہ مرکز اس سے قبل بھی ملک وملت کے لیے حساس اور گرم موضوعات پر دو عالمی کانفرنسیں کر چکا ہے۔ اس کے پروگراموں کو شعوری طور پر اس طرح ترتیب دیا جاتا ہے کہ رسمی طور پر صرف پیپرز کی خواندگی نہ ہو بلکہ مشارکین بھرپور تیاری کے ساتھ آئیں، اپنے مقالات تحریر کریں مگر کانفرنس میں اپنا presentation نہایت اختصار کے ساتھ کریں تاکہ ہر موضوع پر زیادہ سے زیادہ بحث ومباحثہ ہو اور مشارکین نیز کانفرنس کے عام شرکاء کھل کر اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں۔ یوں ایک نئی علمی طرح بھی علی گڑھ میں ڈالی جا رہی ہے۔

کانفرنس کے افتتاحی جلسہ میں مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر جناب لیفٹیننٹ ضمیرالدین شاہ نے ہندوستانی مسلمانوں کو ملک کی موجودہ صورت حال میں، جہاں کہ مرکز اور ملک کی اکثر بڑی ریاستوں میں ہندواحیائی قوتیں برسر اقتدار آ چکی ہیں، حوصلہ دیتے ہوئے کہا کہ ہم ہندوستان میں ہم وطنوں سے مل جل کر رہیں گے لیکن اپنا مذہب اور تہذیب کو برقرار رکھیں گے۔ اسی طرح کانفرنس کے داعی اور مرکز کز برائے فروغ تعلیم مسلمانان ہند اور برج کورس کے ڈائرکٹر پروفیسر راشد شاز نے امت مسلمہ کے تابناک ماضی کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ: جب مسلمان ایک امت تھے تو دنیا کا کوئی بڑا فیصلہ ہمارے بغیر نہیں ہوتا تھا۔

افتتاحی سیشن میں مرکز کے سینئر فیلو ڈاکٹر محمد زکی کرمانی نے خطبہ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے تبصرہ کیا کہ جب کہ دوسری قومیں چاند ستاروں پر کمندیں ڈال رہی ہیں، ہم ابھی تین طلاقوں میں ہی الجھے بیٹھے ہیں۔ حیدرآباد سے آنے والی سماجی کارکن ڈاکٹر لبنیٰ ثروت کا کہنا تھا ہم عورتوں کو تو مسجد میں جانے کی اجازت ہی نہیں مگر جو لوگ جاتے ہیں، ان کو بھی کوئی پیغام نہیں مل پاتا ہے کیونکہ وہ مسجد میں جاتے ہیں جہاں خطبہ اس زبان میں دیا جاتا ہے جسے لوگ سمجھتے نہیں،

آخر ہمارے فکر اور تھیولوجی میں یہ جمود کیوں ہے؟ ڈاکٹر لبنیٰ نے سوال کیا کہ آج دنیا کو یا اپنے ملک کو ہم کیا پیغام دے رہے ہیں؟ انھوں نے کہا کہ دنیا میں ماحولیات، معاشیات، حقوق انسانی اور عام انسانوں کو درپیش مسائل پر بحث ومباحثہ میں ہم کہاں ہیں؟ برج کورس کی اسسٹنٹ پروفیسر ڈاکٹر کوثر فاطمہ نے مسلم خواتین کے حوالے سے قرآن واسوۂ رسول کی روشنی میں صحیح پوزیشن واضح کی اور مسلمانوں کی عملی صورت حال کا شکوہ کیا۔ انہوں نے سوال کیا کہ خواتین کو ناقص العقل قرار دینے والے کیا حضرت عائشہؓ وخدیجہؓ کو بھی ناقص العقل قرار دینے کی جرأت کریں گے؟

علماء کی عالمی انجمن (قطر) کے نمائندہ اور ملی شخصیت ڈاکٹر ظفر الاسلام خاں نے عرب ممالک میں مسلکی تشدد اور شام وعراق کی تباہ کن خانہ جنگی اور انتہا پسندانہ جنون کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے لیے بڑے اطمینان کی بات ہے کہ عالم اسلام میں مصالحت کی یہ آواز ہندوستان سے اٹھ رہی ہے کہ ماضی میں بھی مسلمانان ہند امت مسلمہ کے حساس مسائل اور ایشوز پر جرأت وحمیت کا مظاہرہ کرتے آئے ہیں۔ انہوں نے یہ تجویز بھی پیش کی کہ ایک مجلس حکماء (Council of Elders) کی تشکیل کی جائے جو مسلم حکمرانوں اور ارباب حل وعقد کو صلاح ومشورے دے۔

جاپان کی مسلم ایسوسی ایشن میں نوجوانوں کے شعبہ کے ڈائرکٹر اور عالمی ادارہ برائے فکر اسلامی واشنگٹن کے رکن ڈاکٹر احمد شیوزکی یوکی نے مشورہ دیا کہ دوسرے معاشروں کے مقابلے میں مسلم اقلیتوں کے لیے زیادہ ضروری ہے کہ اکثریتی قوموں کے ساتھ پرامن رہنے کے طریقے سیکھیں۔ شیعہ تھیولوجی کے چیئرمین پروفیسر سید علی محمد نقوی نے امت مسلمہ کو درپیش چیلنجوں کے مقابلے کے لیے چار اصول پیش کیے: دوسرے مسلک ومکتب فکر کو برداشت کرنا، تکفیر کا انکار، بہتان طرازی سے پرہیز اور دوسروں کی اہانت ودل آزاری سے اجتناب۔

اسلامی فقہ اکیڈمی (انڈیا) کے سکریٹری مولانا امین عثمانی ندوی نے فرمایا کہ برج کورس سے مدارس کے طلبہ کو غیر معمولی فائدہ ہورہا ہے۔ انھوں نے تاریخی طور پر اسلام میں اصلاح حال کے لیے تغییر، تجدید اور تفکیر کے پراسس پر روشنی ڈالی اور ماضی کی اس تابناک روایت کے احیاء کے لیے عقل کے استعمال پر زور دیا۔

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی شوریٰ کے رکن مجتبیٰ فاروق نے بڑے درد سے کہا کہ ہندوستان میں یوپی کے حالیہ انتخابات میں مسلمانوں کی بری گت بن گئی ہے جبکہ اسی یوپی میں دیوبند بھی ہے، مسلم یونیورسٹی بھی، ندوۃ اور اشرفیہ بھی، لیکن ہماری بصیرت جیسے کہیں کھوگئی ہے۔ افتتاحی سیشن سے خاتون سماجی ایکٹیوسٹ سائرہ شاہ حلیم نے اپنے خطاب میں مشورہ دیا کہ ہمیں اکثریتی سماج کے لوگوں کو اپنے گھر بلانا چاہیے اور زیادہ سے زیادہ ان سے میل جول بڑھایا جائے۔ ہمیں چاہیے کہ اکثرتی سماج کو سمجھیں اس کے بعد ہی ہم امید کرسکتے ہیں کہ وہ بھی ہمیں سمجھیں گے۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث کے صدر مولانا اصغر علی امام سلفی نے فرمایا کہ یہ مفاہمتی اجلاس وقت کی ضرورت ہے۔ آج خوارج کی فکر کی پھر سے تجدید ہورہی ہے جو اسلام اور مسلمانوں کے لیے شدید نقصانات کا باعث بن رہی ہے، اس کا مقابلہ کیا جانا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ یہ مفاہمتی اجلاس صحیح معنی میں تبھی کامیاب ہوگا جب ہم سب لوگ عملاً اس اجلاس کے روح رواں اور داعی راشد شاز صاحب کا ان کے ملی کاموں میں ساتھ دیں گے۔

مرکز برائے فروغ تعلیم مسلمانان ہند کے ڈائریکٹر پروفیسر راشد شاز نے اپنے خطاب میں مسلمانان عالم کی ناگفتہ بہ صورت حال کا مختصراً جائزہ لیا اور اس تجویز کا کہ علی گڑھ سے ایک عالمی سطح کی مجلس حکما کی تشکیل کی جائے اور اس کی ابتداء اسی کانفرنس سے ہو، خیر مقدم کیا اور اس بارے میں اپنے پورے تعاون کا یقین دلایا۔ وائس چانسلر ضمیر الدین شاہ نے اپنے صدارتی خطبے میں لوگوں کو اس بات پر ابھارا کہ اب فرقہ بندی کی دیواریں گرا دی جائیں اور مدارس میں دنیاوی علوم بھی داخل کیے جائیں۔ انھوں نے طلباء اور طالبات کو نصیحت کی کہ صبح کے وقت کا صحیح استعمال کریں۔ مزید برآں برج کورس نے طلباء وطالبات کے مابین ''برج کورس میں میرا علمی سفر'' کے موضوع پر مضمون نگاری کا ایک مقابلہ کرایا تھا جس کے انعام یافتگان کو وائس چانسلر صاحب کے بدست انعامات کی تقسیم بھی کانفرنس کے پہلے سیشن میں عمل میں آئی۔ نیز وئس چانسلر صاحب کی خدمت میں سپاس نامہ بھی طلبہ برج کورس نے پیش کیا۔

افتتاحی اجلاس کے بعد پہلے اور دوسرے دن اس کانفرنس کے اہم ترین موضوعات پر ورکنگ پیپرز پیش کیے گئے جن پر مشارکین نے گفتگو اور بحث ومباحثہ کیا۔ دونوں دن مختلف سیشنوں میں اسکالرز اور مقررین نے ان موضوعات کا احاطہ کیا۔ مدارس میں سائنسی علوم کے مستقبل کے موضوع پر بولتے ہوئے ڈاکٹر عائشہ خاتون نے کہا کہ علم اسماء بعض مفسرین کے نزدیک خواص اشیاء کا نام ہے۔ اس سے استنباط کیا جا سکتا ہے کہ ہمارا نظام تعلیم ایسا ہونا چاہیے جس میں دینی وعصری علوم کا امتزاج ہو۔ انہوں نے اقبال کا یہ شعر پڑھا:

جو عالم ایجاد میں ہے صاحب ایجاد   ہر دور میں کرتا ہے طواف اس کا زمانہ

ڈاکٹر محمد عامر نے رائے دی کہ سائنس کے بارے میں زیادہ تر علماء یہ سمجھتے ہیں کہ سائنس سے خدا بیزاری پیدا ہوتی ہے، حالانکہ مطلقاً یہ بات درست نہیں ہے۔ انیسویں صدی کی سائنس میں یہ رعونت پائی جاتی تھی مگر اب سائنسی فکر خود خدا کے وجود کو تسلیم کر رہی ہے۔ مرکز برائے فروغ تعلیم مسلمانان ہند کے سینئر فیلو اور سائنٹسٹ ڈاکٹر محمد زکی کرمانی نے اپنے تعلیمی وسائنسی تجربات کی روشنی میں یہ رائے دی کہ ملک میں رائج آٹھویں درجہ کا جدید سائنسی نصاب مدارس میں داخل کیا جانا چاہیے اور اسی طرح مغربی تہذیب اور مغربی سائنسی فکر کا ابتدائی تعارف بھی کرایا جانا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ مدارس کا جو آزادانہ نظام ہے، اس میں ایک مثبت پہلو یہ ہے کہ وہ اس امکان کو روشن کرتا ہے کہ گورنمنٹ کے سیکولر تعلیمی سسٹم کے پہلو بہ پہلو ایک دوسرا آزادانہ نظام بھی چل سکتا ہے۔ مدرسہ سراج العلوم سنبھل کے مہتمم مولانا محمد میاں قاسمی نے فرمایا کہ مدارس دراصل خود رو جنگل ہیں ان کا کوئی متحدہ سسٹم نہیں ہے۔ انھوں نے اہل مدارس سے سوال کیا کہ قرآن پاک میں تقریباً سولہ سو آیات ایسی ہیں جن میں کائنات کی نشانیوں کو بتایا گیا ہے اور سائنس کو جانے بغیر ان آیات کو کیسے سمجھا جا سکتا ہے۔

پروفیسر راشد شاز نے مغربی نظام تعلیم کے بعض امریکی ناقدین کے حوالہ سے یونیورسٹیوں اور کالجوں میں آئے تحقیقی اور اکیڈمک انحطاط پر روشنی ڈالتے ہوئے اس پر زور دیا کہ مدرسہ سسٹم اور یونیورسٹی سسٹم دونوں میں بعض اچھائیاں اور بعض خرابیاں ہیں۔ اس لیے دونوں کی خرابیوں سے بچتے ہوئے اور دونوں کی اچھائیوں کو جمع کرتے ہوئے

ایک نیا تعلیمی ماڈل ترتیب دیا جانا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا یہ پرانا خواب ہے اور اب اس کو تعبیر دینے کا وقت آن پہنچا ہے۔

رٹائر بینکر جناب نفاست یار خاں نے کہا کہ مسلمانان ہند کو سرسید کے ماڈل کو اختیار کرتے ہوئے سیاسی سرگرمیوں کو خیر باد کہتے ہوئے صرف تعلیمی سرگرمیوں پر توجہ دینی چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ دینی تعلیم کے ساتھ مدارس میں شروع ہی سے انگریزی پڑھائیں۔ ڈاکٹر محمد آصف خاں نے عالم اسلام کی دوسری مشہور اور قدیم یونیورسٹی جامعۃ القرووین کا تعارف پیش کیا اور اس کی بانیہ فاطمہ الفہر یہ کی حیات اور کارناموں پر روشنی ڈالی۔ ڈاکٹر شفیق الرحمان نے مدارس کے مختلف ٹرینڈز کا جائزہ پیش کیا اور بتایا کہ مدارس کے تعلیمی دورانیہ میں یکسانیت نہیں جس سے عالمیت وفضیلت کی سندوں میں بھی ٹیکنیکل پیچیدگیاں ہیں۔ جو لوگ مدارس سے یونیوسٹیوں میں آتے ہیں، ان کے لیے بڑے مسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح انہوں نے حیرت ظاہر کی کہ گلی محلوں میں چھوٹے چھوٹے مدرسوں کو بھی اہل مدارس عموماً جامعہ بولتے ہیں جبکہ جامعہ کا اطلاق موجودہ دور میں یونیورسٹی پر ہوتا ہے۔ کالم نگار ڈاکٹر سلیم خاں نے ذریعہ تعلیم کے طور پر مادری زبان کی افادیت پر روشنی ڈالی اور دنیا کی ترقی یافتہ اقوام جرمن، فرنچ، جاپانی اور چینیوں کے حوالہ سے بتایا کہ مادری زبان میں پڑھنے سے تصورات زیادہ کلیر ہوتے ہیں۔

مسلم پرسنل لا والے سیشن سے خطاب کرتے ہوئے دارالعلوم دیوبند کے ایک بزرگ فاضل مولانا کبیر الدین فوزان قاسمی نے اپنی یہ تحقیق پیش کی کہ نکاح وطلاق اصلاً تعبدی نہیں، سماجی مسائل ہیں، اس لیے مسلمانوں کو طلاق ثلاثہ کے سلسلہ میں بہت زیادہ حساسیت برتنے کی ضرورت نہیں اور ان کو ایسا معقول موقف اپنانا چاہیے جس سے برادران وطن میں ہماری غلط شبیہ نہ بنے۔ مولانا اصغر علی امام سلفی نے ملک کی موجودہ حکومت کی پالیسیوں کے پس منظر میں مسلم عائلی مسائل کے تحفظ پر زور دیا لیکن انہوں نے کہا کہ اس کے لیے عوامی مہم چلانے سے منفی تاثر جاتا ہے، اس لیے اس سے اجتناب کیا جانا چاہیے۔

ایڈیٹر ملی گزٹ ڈاکٹر ظفر الاسلام خاں نے بتایا کہ ہندوستان میں رائج مسلم پرسنل لاء دراصل انگریزوں کا نافذ کردہ مسلم لاء ہے اور یہ مسلمانوں کی نااہلی ہے کہ وہ ابھی تک اپنے عائلی قوانین کا جامع مجموعہ مرتب کر کے اسے انگریزی میں Coded انداز میں پیش نہیں کر سکے۔ جو کوششیں کی گئی ہیں، وہ بہت ناقص ہیں۔ انہوں نے سپریم کورٹ میں طلاق ثلاثہ کے ضمن میں مسلم پرسنل لا بورڈ کے داخل کردہ حلف نامہ کو بھی نقائص سے پر بتایا اور مسلمانوں کو اپنے کیس کو غلط طور پر ہینڈلنگ کرنے کے نتائج بد سے آگاہ کیا۔ مولانا امین عثمانی ندوی نے اس سیشن کی صدرات کرتے ہوئے مسلم پرسنل لا اور اس کو پیش کردہ خطرات وچیلنجوں کا ذکر کیا۔ انہوں نے مفتی استنبول کے ایک فتوے کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا کہ ترکی میں فقہ حنفی رائج ہے، لیکن وہاں کے علما نے اس میں حالات کے مطابق ترمیم کی ہے اور طلاق ثلاثہ (یک بارگی) کو ایک ہی طلاق کے حکم میں رکھا ہے۔

کانفرنس کے تیسرے سیشن میں اہل کتاب سے تعلقات کے سلسلے میں ڈاکٹر محمد محبّ الحق نے اس خیال کا اظہار کیا

کہ کیتھولک عیسائیوں کی جانب سے مسلمانوں کو مذاکرات کی جو دعوت دی جاتی رہی ہے، اس کو ہمیں ویلکم کرنا چاہیے۔ انھوں نے مزید کہا کہ بین المذاہب مذاکرات مسلم یونیوسٹی کی بنیاد میں شامل ہے کیونکہ سرسید احمد خاں انٹرفیتھ ڈائیلاگ کے بانی ہیں۔ انہوں نے بائبل کی تفسیر اور رسالہ طعام اہل کتاب لکھ کر گویا اہل کتاب سے مکالمہ کی ابتدا کی تھی۔ مولانا محمد میاں قاسمی نے اس سلسلہ میں رائے دی کہ اس کام کے لیے ہمیں انسانوں کی خدمت کرنی چاہیے اور اللہ کے تصور پر ہم تمام انسانوں کو جمع کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم کا کہنا ہے کہ: تعالوا الی کلمة سواء بیننا و بینکم ان لانعبد الا الله۔ مترجم قرآن جناب سکندر احمد کمال نے ان الذین فرقوا دینھم و کانوا شیعاً کی روشنی میں تمام مسالک اور مکاتب فکر کو اپنے رویوں کا احتساب کرنے کی دعوت دی۔ نوجوان اسکالر یاسر محمود فلاحی نے قرآن اور اسوۂ رسول اور تاریخ میں امت مسلمہ کے اہل کتاب کے ساتھ مجموعی تعامل کو پیش کیا اور موجودہ دور میں اہل کتاب سے مسلمانوں کے عمومی نفرت کے رویہ کا ناقدانہ جائزہ لیا۔ اردو کے سینئر صحافی عالم نقوی نے طلبہ وطالبات پر زور دیا کہ وہ اپنے مسائل کا حل قرآن کی روشنی میں تلاش کریں اور براہ راست قرآن سے اکتساب فیض کریں۔

مرکز کے سینئر فیلو ڈاکٹر عبدالرؤف نے کہا کہ ہمارے ملک میں ماحولیات کے موضوع پر چار ہزار تنظیمیں کام کر رہی ہیں، ہم کہیں نظر نہیں آتے، کم از کم ان کے ساتھ شامل تو ہوں۔ کلکتہ کے سماجی ایکٹوسٹ کاشف حسن کا کہنا تھا کہ ہم مسلمانوں کو اب مسلمہ امہ جیسی اصطلاحوں سے باہر نکل کر وسیع انسانیت کے پس منظر میں کام کرنا چاہیے، ملک میں اس وقت نیشنل ازم پر جو بحث جاری ہے اس میں ہمیں سرگرم حصہ لینا چاہیے۔ انہوں نے بیوروکریسی میں مسلمانوں کی عدم موجودگی پر بھی افسوس ظاہر کیا۔ شیعہ تھیولوجی کے ڈین پروفیسر سید علی محمد نقوی نے اس بات پر زور دیا کہ بین المذاہب مذاکرات کا نظریہ ڈیولپ کیا جائے اور ہم سب کو مشترک انسانی مقاصد کے لیے کام کریں۔ دوسری علی گڑھ تحریک کے سلسلے میں ڈاکٹر زکی کرمانی صاحب نے یہ تبصرہ کیا کہ علی گڑھ تحریک سے کوئی بڑا مفکر اور بڑا سائنٹسٹ اور اسکالر پیدا نہیں ہوا۔ اس لیے نئی سرسید تحریک میں ہمیں اس جہت کو بھی شامل کرنا چاہیے۔ مذکورہ مرکز کے ریسرچ ایسوسی ایٹ ڈاکٹر محمد غطریف شہباز ندوی نے سرسید احمد خان کی مذہبی فکر کا مختصر تعارف کرایا اور اس پر افسوس کا اظہار کیا کہ ان کے مذہبی فکر کو اب تک تحقیقی وناقدانہ مطالعہ کا موضوع ہی نہیں بنایا گیا اور اس کو کبھی منظر عام پر ہی نہیں آنے دیا گیا۔

اس دوروزہ کانفرنس کے شرکا جوش وولوے کے ساتھ پرعزم دکھائی دیے کہ کانفرنس کے فیصلوں پر عمل درآمد کے لیے وہ اپنی اپنی سطح پر فوری طور پر متحرک ہوں گے اور مرکز برائے فروغ تعلیم وثقافت مسلمانان ہند کانفرنس کے منظور کردہ چاروں نکات پر عمل درامد کے لیے فی الفور اقدامات کرے گا۔ اختتامی سیشن میں یہ بات کانفرنس کے شرکاء نے منظور کی کہ جدید وقدیم کے جامع نئے تعلیمی منصوبے کے احیاء کے لیے المدرسہ یونیورسٹی قائم کی جائے گی۔ یوں عالمی سطح کی اپنی نوعیت کی دوسری High Profile کانفرنس اس علامیہ کے ساتھ ختم ہوئی کہ مرکز برائے فروغ تعلیم وثقافت مسلمانان ہند کے تحت ایک مجلس حکماء بنائی جائے گی۔ (۲)

ایک نئے تعلیمی منصوبے کی نمائندہ المدرسہ یونیورسٹی کے لیے ایک نئے تعلیمی ماڈل (قرطبہ ماڈل) کی تیاری کی جائے گی۔ (۳) علی گڑھ تحریک کو از سر نو پوری جامعیت کے ساتھ زندہ کیا جائے گا جس میں سرسید کی مذہبی فکر بھی منظر عام پر آئے۔ (۴) اس کانفرنس کا احساس ہے کہ طلاق ثلاثہ کے بارے میں مسلمانوں کی نمائندگی صحیح طور پر نہیں ہو رہی ہے۔ اس کی اصلاح و درستگی کے لیے بھی مرکز برائے فروغ تعلیم وثقافت مسلمانان ہند مثبت انداز میں کام کرے گا۔ یہ اعلان بھی کیا گیا کہ انجمن علماء اسلام طلباء کے مابین ایک نیا مقابلہ کرائے گی جس کی انعامی رقم دو لاکھ کر دی گئی ہے۔

اس بین الاقوامی کانفرنس کے لیے جاپان، ملیشیا اور ترکی کے ممتاز اسلامی اسکالروں نے مقالات لکھے اور بعض نے شرکت بھی کی۔ نیز ہندوستان کے کونے کونے سے علماء، دانشور، سماجی ایکٹیوسٹ اور دردمند افراد نے حصہ لیا۔ پوری دنیا میں مسلمان جس مسلکی، گروہی، اور فرقہ وارانہ کشاکش کا شکار ہیں، اس میں اس کانفرنس نے مسلمانان عالم کو ایک مصالحت کا پیغام دیا اور شرکاء دینی وملی جذبہ سے سرشار ہو کر اور مختلف میدانوں میں نئے سرے سے سرگرم ہونے کا عزم لے کر لوٹے۔ توقع کی جاتی ہے کہ مسلمانان عالم کے درمیان مصالحت کے لیے علی گڑھ سے لگائی جانے والی یہ دردمندانہ صدا رائگاں نہ جائے گی اور ایک انقلابی پہل ثابت ہوگی۔

مکتبہ امام اہل سنت پر دستیاب ہیں

عنوان	مصنف	صفحات	قیمت
سنن وآداب	مولانا ابوبکر مصطفیٰ پٹنی	480	450
کتاب العقل	امام محمد انوار اللہ فاروقی حیدر آبادی	370	250
توضیحات: امام طبری کون؟	قاضی محمد طاہر الہاشمی	400	350
اسلام اور جدیدیت کی کشمکش	محمد ظفر اقبال	500	350
تذکرہ مولانا محمد نافعؒ	عبد الجبار سلفی	1000	500
مسجد کی کمیٹی کے ممبران کے لیے ہدایات ونصائح	ابوالحسن غنی	223	140